خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

جمعرات 22 جون 1995ء

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۳۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

80.45 138 ... 23 محرم 1416ھ - 22 احسان 1374ھش - 22 جون 1995ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گناہ کا زہر بڑا خطرناک ہے

صغائر کبائر سے جہاں تک ممکن ہو بچتے رہیں۔ تدبیروں اور دعاؤں میں لگے رہیں۔ گناہ کا زہر بڑا خطرناک ہے اس کا مزہ اسی دنیا میں چکھنا پڑتا ہے۔ گناہ دو طرح ہوتے ہیں۔ ایک گناہ غفلت سے ...تے ہیں جو شباب میں ہو جاتے ہیں۔ دوسری بیداری کے وقت میں ہوتے ہیں۔ جب انسان پختہ عمر کا ...ب ہے۔ ایسے وقت میں جب گناہوں سے راضی نہیں ہوگا اور ہر وقت استغاثہ کرتا رہے گا تو اللہ ... پر سکینت نازل کرے گا۔ اور گناہوں سے بچائے گا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ نے جو تعلق مجھ سے پیدا کیا ہے (خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے) اس کو بڑھانے اور مضبوط کرنے کی فکر میں ہر وقت لگے رہیں۔ لیکن یاد رہے کہ صرف اقرار ہی کافی نہیں جب تک عملی رنگ سے اپنے آپ کو رنگین نہ کیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) یعنی کیا انسانوں نے گمان کر لیا ہے کہ ہم آمنّا ہی کہہ کر چھٹکارا پالیں گے اور کیا وہ آزمائش میں نہ ڈالے جائیں گے۔ سو اصل مطلب یہ ہے کہ یہ آزمائش اسی لئے ہے کہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ آیا ایمان لانے والے نے دین کو ابھی دنیا پر مقدم کیا ہے یا نہیں؟ آج کل اس زمانہ میں جب لوگ خدا تعالیٰ کی راہ کو اپنے مصالح کے خلاف پاتے ہیں یا بعض جگہ حکام سے ان کو کچھ خطرہ ہوتا ہے تو وہ خدا کی راہ سے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ ایسے لوگ بے ایمان ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ فی الواقعہ خدا ہی احکم الحاکمین ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کی راہ بہت دشوار گذار ہے اور یہ بالکل سچ ہے کہ جب تک انسان خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی کھال اپنے ہاتھ سے نہ اتارے تب تک وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں مقبول نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک بھی ایک بے وفا نوکر کسی قدر و منزلت کے قابل نہیں۔ جو نوکر صدق اور وفا نہیں دکھلاتا وہ کبھی قبولیت نہیں پاتا۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۲)

سانحہ ارتحال

○ محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ بیوہ مکرم مولوی محمد سعید صاحب (وفات یافتہ) سابق انسپکٹر مال محلہ فیکٹری ایریا ربوہ مورخہ ۱۳۔ جون ۱۹۹۵ء کو عمر ۸۱ سال بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ اسی روز بعد مغرب محترم صوبیدار صلاح الدین صاحب نے بیت المہدی میں جنازہ پڑھایا آپ موصیہ تھیں بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی قبر تیار ہونے پر مکرم مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری نے دعا کرائی۔ موصوفہ حضرت میاں پیر محمد صاحب پیر کوٹی رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صاحبزادی، حضرت حکیم عطاء ربی صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بہو اور محترم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی کی ہمشیرہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے۔

○ مکرم محمد یونس خالد صاحب مربی سلسلہ ماڈل ٹاؤن لاہور اطلاع دیتے ہیں۔

میری بڑی ہمشیرہ محترمہ نواب بی بی صاحبہ زوجہ مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب آف فیصل آباد بعمر ۴۵ سال ۱۳۔ جون ۱۹۹۵ء کو وفات پا کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملی ہیں ۱۴۔ جون کو محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے جنازہ احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں پڑھایا جس کے بعد عام قبرستان میں تدفین ہوئی۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

○ محترمہ مختار بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ نثار احمد صاحب جو مکرم شیخ نصیر الدین صاحب (رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی بہو تھیں مورخہ ۱۳۔ مارچ ۱۹۹۵ء کو ایک لمبی علالت کے بعد کراچی میں وفات پا گئیں۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۳ برس تھی۔ جنازہ ربوہ لایا گیا۔ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے بیت المبارک میں جنازہ پڑھایا۔ اور بہشتی مقبرہ میں بعد تدفین محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے دعا کروائی۔ موصوفہ مکرم ڈاکٹر شیخ شریف احمد صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ عزیز آباد کراچی کی والدہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے۔

اپنی اولاد کیلئے ہر وقت بہت دعائیں کرنی چاہئیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

دوسرا پہلو دعا کا ہے۔ وہ دعائیں بھی ہیں جو بعض دفعہ دور جاتے ہوئے بچوں کو واپس کھینچ لاتی ہیں۔ ایسے رسوں سے وہ جکڑے جاتے ہیں جو دکھائی نہیں دیتے۔ اور قرآن کریم نے جو آسمان کے نظام کے استقرار کا ذکر فرمایا ہے اس میں ایسے ہی رسوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ایسے ستونوں سے ہم نے ان کو باندھ رکھا ہے یا ان ستونوں پر قائم رکھا ہے تم ان کو دیکھ نہیں سکتے تو یہ الٰہی نظام ہے جس میں پاک لوگوں کی اولادوں کو بھی خدا بالآخر ایسے رسوں سے جکڑ دیتا ہے کہ اپنے مدار سے باہر نکل نہیں سکتے اور یہ دعاؤں کے رسے ہیں بہت دور تک یہ اپنا کام دکھاتے ہیں۔ پس اگر وقتی طور پر کسی سے غلطی ہو بھی جائے اور وہ بعض باتوں میں جان کر یا غفلت یا لاعلمی کے نتیجے میں اپنی اولاد کے مفادات کے تقاضے نہ پورے کر سکے تو دعائیں اس کا سہارا بن جاتی ہیں اور دعاؤں کے نتیجے میں پھر ایسے بچے ایک حد سے آگے بڑھنے کی توفیق نہیں پاتے۔ کیوں؟ وہ رسے وہ ہیں جو ہمیں دکھائی نہیں رہے مگر موجود ہیں اور یہ دعاؤں کے رسے ہیں۔

حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے ایک موقع پر اس مضمون کو خوب کھول کر بیان فرمایا۔ آپ سے ایک شکایت کی گئی کہ ایک شخص ہے جو اپنی اولاد پر تربیت کے معاملے میں بہت سختی کرتا ہے، ناجائز سزائیں دیتا ہے۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) اتنا اس پر ناراض ہوئے کہ شاذ کے طور پر حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کو ایسے غصے کی حالت میں دیکھا گیا ہے آپ نے فرمایا وہ شرک کرتا ہے۔ اس کے اختیار میں ہے تربیت

باقی صفحہ ۷ پر

ہمیشہ اس امر میں کوشاں رہنا چاہئے کہ کوئی بھلائی اس کے ہاتھ سے ہو جاوے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

22- احسان 1374 ھش   22 - جون 1995ء

دیانت و امانت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس میں کیا شبہ ہے کہ چاہے ایک پیسہ ہو یا لاکھوں روپے ہوں اگر انسان کو اس بات کی پرواہ نہ ہو کہ اس رقم کو صحیح طور پر اور جائز طور پر خرچ کرنا چاہئے تو اس کا فعل دیانت اور امانت کے خلاف ہو گا۔ ایک فرد کے تعلق میں بھی دیانت اور امانت کی خاصی اہمیت ہے اور قوموں کے لئے تو دیانت اور امانت زندگی اور موت کا مسئلہ بن جاتا ہے۔ قوموں کے اخراجات اگر ضائع کر دیئے جائیں۔ غلط طریق پر استعمال کئے جائیں ناجائز طور پر ادھر ادھر کر کے انہیں خورد برد کر دیا جائے تو یقیناً قومیں ترقی نہیں کر سکتیں۔ یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ قومی رقوم کو دیانت داری کے ساتھ خرچ کیا جائے۔ اور امانت کا خاص طور پر خیال رکھا جائے حکومتوں کے متعلق بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو حکومتیں اپنے فنڈز کا خیال نہیں رکھتیں اور ان میں خورد برد کرنے والوں سے باز پرس نہیں کرتیں وہ آخر ختم ہو جاتی ہیں۔ کاروبار زندگی ایک فرد کا ہو یا ایک قوم کا ہو یا ایک حکومت کا ہو۔ وہ بہر حال روپے پیسے ہی سے چلتا ہے اور اگر اس روپے پیسے کو صحیح طور خرچ نہ کیا جائے تو کاروبار زندگی میں خلل پڑتا ہے اور ایک فرد یا ایک قوم یا ایک ملک جو کوئی بھی ہو وہ آگے قدم نہیں بڑھا سکتا احمدیہ جماعت آغاز میں بہت کم روپے کی مالک تھی۔ حتیٰ کی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے ان لوگوں کے نام بھی درج فرمائے ہیں جنہوں نے چند آنے چندہ دیا۔ لیکن حالات بدلتے ہیں اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) اس بات کو خوب سمجھتے تھے کہ حالات بدلیں گے جہاں چند آنے چندہ آتا تھا وہاں ہزاروں آنے لگا۔ اور پھر لاکھوں آنے لگا۔ لاکھوں سے بڑھ کر بھی جماعت احمدیہ چندہ اکٹھا کر رہی ہے اور بہبود خلائق کے کام میں استعمال کر رہی ہے۔ چونکہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) جانتے تھے کہ ایسا ہو گا۔ آپ نے فرمایا:۔

"یہ مت خیال کرو کہ یہ دور از قیاس باتیں ہیں۔ بلکہ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیوں کر ہونگے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے۔ بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھائیں۔ اور دنیا سے پیار نہ کریں۔ سو میں دعا کرتا ہوں کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کے لئے کام کریں"۔

حضرت صاحب کے اس ارشاد میں دو باتیں خاص طور پر ہماری توجہ کو اپنی طرف مبذول کرتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ جس طرح حضرت صاحب نے فرمایا تھا واقعی اموال اسی طرح آنے شروع ہو گئے ہیں۔ دائیں سے بھی اور بائیں سے بھی آگے سے بھی اور پیچھے سے بھی۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ اوپر سے بھی اور نیچے سے بھی۔ ہر طرف سے جماعت کو اموال مل رہے ہیں۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور ان اموال کے ملنے کے بعد ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اس کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھائیں۔ اور ایسا نہ ہو کہ دنیا سے پیار کرنے لگیں۔ خدا کرے کہ ہمارے حق میں حضرت صاحب کی یہ دعا ہمیشہ پوری ہوتی رہے کہ "میں دعا کرتا ہوں کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلے کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کے لئے کام کریں"

ہر اِک سے دُور خدا کے قریب ہو جاؤ
امیر ہو کے بھی دل کے غریب ہو جاؤ
کچھ اس طرح سے بدل ڈالو زندگی اپنی
خدا سے مانگ کے اپنا نصیب ہو جاؤ

ابوالاقبال

○

اُس نگاہِ ناز کا جس طرف گذر ہُوا
سنگِ رہگذار بھی رشکِ صد گہر ہُوا

ضبط رائگاں نہیں۔ نالہ بے اثر نہیں
یہ بھی کام آگیا وہ بھی کارگر ہُوا

سنگِ آستانِ یار نے یہ راز پا لیا
جو بھی اُن کے در سے اُٹھ گیا وہ دربدر ہُوا

زندگی کے قہقہے رائیگاں چلے گئے
کارگر ہُوا تو ایک نالۂ سحر ہُوا

بارہا نگاہِ جُستجو بھٹک کے رہ گئی
خُود وہ چل کے آگئے یُوں بھی بیشتر ہُوا

عِشق کے مقام پر احتیاط شرط ہے
پھر نہ رہ پہ آسکا جو اِدھر اُدھر ہُوا

جان دے کے بھی اگر ہم نے پالیا انہیں
معرکہ حیات کا جان لیں گے۔ سَر ہُوا

عبدالمنان ناہید

اعلان داخلہ

○ PAK-AIMS میں مندرجہ ذیل کورسز میں داخلہ کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔

1- B.B.A
2- M.B.A
3- EXECUTIVE (M.B.A.)
4- B.C.S. (Bachelor of Computer Science)
5- M.I.S.

یہ پنجاب یونیورسٹی سے الحاق شدہ ادارہ ہے۔ درخواست فارمز جمع کروانے کی آخری تاریخ 13- جولائی 95ء مقرر ہے۔

مزید تفصیلات 95-6-17 کے روزنامہ جنگ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت تعلیم)

اعلان داخلہ

○ حیدر آباد اور میرپور خاص سے تعلق رکھنے والے طلباء و طالبات کے لئے سندھ یونیورسٹی کی ایجوکیشن فیکلٹی میں M.Ed. B.Ed. اور M.A.(Education) میں داخلہ کیلئے درخواستیں طلب کی گئی ہیں۔

/B.Sc.(H.Economics) /B.Com /B.Sc(agriculture) B.A /B.Sc. کرنے والے طلباء داخلہ کے لئے درخواست دے سکتے ہیں۔ داخلہ فارمز جمع کروانے کی آخری تاریخ ۹۵-۷-۲۰ ہے۔

مزید تفصیلات کے لئے روزنامہ "DAWN" مورخہ 15- جون 95ء ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت تعلیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روایاتِ ظفر

حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے ۱۵- دسمبر ۱۹۳۷ء کو حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کو ایک مکتوب تحریر فرمایا جس میں آپ نے لکھا:-

"منشی صاحب (یعنی حضرت منشی ظفر احمد صاحب) کی بیماری کی خبر سے افسوس ہوا آپ یہ کام ضرور کریں کہ بار بار پوچھ پوچھ کر ان سے ایک کاپی میں سب روایات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کے متعلق لکھوالیں- اس میں تاریخی اور واعظانہ اور سب ہی قسم کی ہوں- یعنی صرف ملفوظات ہی نہ ہوں بلکہ سلسلہ کی تاریخ اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے واقعات تاریخی بھی ہوں- یہ آپ کے لئے اور آپ ان کے لئے بہترین یاد گار اور سلسلہ کے لئے ایک کار آمد سامان ہو گا-"

اس سلسلے میں حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کہتے ہیں کہ اس نامے کی تعمیل میں عاجز نے ۱۶- دسمبر ۱۹۳۷ء سے یہ روایات تحریر کرنی شروع کر دیں جو والد صاحب مجھے لکھاتے رہے اور انہی کے الفاظ میں عاجز لکھتا گیا- جس جس طرح سے واقعات والد صاحب کو یاد آتے رہے اسی ترتیب سے میں لکھتا گیا- اور میں نے خود کوئی ترتیب ملحوظ نہیں رکھی- ابھی یہ کام جاری ہے- یہ تحریر ۱۸- نومبر ۱۹۳۸ء کی ہے- روایات شروع کرنے سے پہلے لکھا ہے:-

خاکسار ظفر احمد عرض کرتا ہے کہ میری عمر اس وقت ۷۴ سال کے قریب ہے- میرا تاریخی نام انتظار حسین ہے- شجرہ نسب حسب ذیل ہے- شیخ حسن علی ان کے تین بیٹے لطف اللہ 'فیض اللہ' سیف اللہ- سیف اللہ کے بیٹے اسماعیل- عبدالوہاب- فیض اللہ کے بیٹے عبدالستار- حافظ احمد اللہ اور لطف اللہ کے بیٹے مشتاق احمد عرف محمد ابراہیم- اور ان کے بیٹے حافظ محمد یونس- حافظ محمد ذکریا حافظ خادم- ظفر احمد-

شیخ حسن علی صاحب ضلع میرٹھ میں ۳۶ گاؤں کے مالک تھے- جو غدر میں جاتے رہے- شیخ فیض اللہ صاحب قصبہ باغپت ضلع میرٹھ میں تحصیلدار تھے- اور حافظ احمد اللہ صاحب سلطان پور ریاست کپور تھلہ میں بڑے دبدبے اور شان کے تحصیلدار رہے ہیں- اور اب تک ان کی یاد کپور تھلہ میں تازہ ہے-

میری پیدائش قصبہ باغپت ضلع میرٹھ کی ہے- باغپت سے میں کپور تھلہ آیا- سن ۴۱ بکرمی تک میری رہائش باغپت میں رہی وہاں شیخ فیض اللہ صاحب تحصیلدار تھے اور میرے والد صاحب باغپت میں بٹوارہ کی تقسیم پر متعین تھے- باغپت میں ملازم ہونے سے پیشتر والدم گجرات اور جالندھر میں منصرم رہے تھے- اور بندوبست میں کام کرتے تھے- شیخ قانونگو ہماری قوم ہے- شیخ عبدالدائم صاحب عالمگیر علیہ الرحمتہ کے زمانہ میں مسلمان ہوئے- لیکن ہمارا خاندان ان سے پیشتر مسلمان ہو چکا تھا- جبکہ ہستاپور اصل وطن ہمارا اس زمانے میں تھا- مغلوں کے عہد میں ہم قانونگو ہوتے تھے- ۱۹۴۱ء بکرمی میں جب میں کپور تھلہ آیا تو میری عمر ۲۰-۲۱ سال کی تھی- میری داڑھی مونچھ کا آغاز تھا یہاں آتے ہی میں مجسٹریٹی میں اپیل نویس ہو گیا- جبکہ لالہ ہرچرن داس مجسٹریٹ تھے- منشی اروڑا صاحب عدالت مذکورہ میں نقشہ نویس تھے- اور ان کے ساتھ ہی میری نشست برخاست تھی- محمد خان صاحب اہلمد تھے- بعدالت لالہ دھومال صاحب اسٹنٹ مجسٹریٹ-

میرے کپور تھلہ میں آنے سے پیشتر کی بات ہے کہ حاجی ولی اللہ صاحب جو کپور تھلہ میں سیشن جج تھے- قصبہ سراوا ضلع میرٹھ اپنے وطن رخصت پر گئے تھے اور والدم اور خاکسار بوجہ رشتہ داری باغپت سے سراوے ان سے ملنے کے لئے آئے- حاجی صاحب کے پاس براہین احمدیہ تھی- اور حاجی صاحب سراوا میں براہین احمدیہ مجھ سے سنا کرتے تھے- حاجی صاحب کو براہین احمدیہ حضرت صاحب نے بھیجی تھی اور ان سے حضرت صاحب کی خط وکتابت بھی تھی-

براہین احمدیہ جب میں سراوا میں سنایا کرتا تھا- تو یہ غالباً ۱۹۳۹ء بکرمی کا واقعہ ہے- اس وقت میری عمر ۱۹ سال کی ہو گی- براہین احمدیہ سناتے وقت مجھے حضرت صاحب سے عقیدت ہو گئی اور سامعین کہا کرتے تھے کہ یہ یعنی مصنف بے بدل منشی ہے-

منشی عبدالواحد صاحب بٹالہ میں تحصیلدار تھے اور وہ حاجی ولی اللہ صاحب کے ماموں اور ہماری برادری میں سے تھے- حاجی صاحب بھی ہمارے قریبی والدم کے ننھیال کی طرف سے تھے-

یہاں سے روایات شروع ہوتی ہیں جو ہم اللہ نے چاہا تو الفضل میں باقاعدگی کے ساتھ شائع کرتے رہیں گے-

۱- عبدالواحد صاحب بٹالہ سے قادیان حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب سے ملنے جایا کرتے تھے- جب کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عمر ۱۴- ۱۵- سال کی ہو گی- میرے کتاب سناتے وقت عبدالواحد صاحب نے ذکر کیا کہ حضرت صاحب اس عمر میں سارا دن قرآن شریف پڑھتے تھے- اور حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے- اور مرزا غلام مرتضیٰ صاجب فرماتے کہ یہ کسی سے غرض نہیں رکھتا- سارا دن مسجد میں رہتا ہے اور قرآن شریف پڑھتا رہتا ہے- منشی عبدالواحد صاحب قادیان بہت دفعہ جاتے اور ان کا بیان تھا کہ حضرت صاحب کو ہمیشہ قرآن شریف پڑھتے دیکھا ہے-

۲- حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے ایک دفعہ ایک مرض کے متعلق عبدالواحد صاحب کو اپنے صرف پر ۲۰۰ روپے کی ایک معجون تیار کر کے دی- جس سے مرض جاتا رہا- عبدالواحد صاحب نے بعد ش قیمت ادا کرنی چاہی جو مرزا صاحب نے قبول نہ فرمائی-

۳- عبدالواحد صاحب احمدی نہیں ہوئے- میں نے اپنی بیعت کے بعد ان سے پوچھا کہ آپ تو سب حالات جانتے ہیں- بیعت کیوں نہیں کر لیتے- انہوں نے کہا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ مرزا صاحب کے پاس دو جن سکھ دیو اور ہردیو ہیں اور ان پر ان کا دار ومدار ہے- اور گویا میں اس الہام کے ذریعے سے بیعت سے روکا گیا ہوں- میں نے حضرت صاحب یہ ذکر کیا کہ ان کا الہام غالباً شیطانی ہے- حضرت صاحب نے فرمایا نہیں یہ رحمانی الہام ہے- جس زبان میں الہام ہو اس کے مطابق معنے کرنے چاہئیں- دیو سنسکرت میں فرشتے کو کہتے ہیں- گویا راحت کے فرشتے اور ملائکتہ اللہ ہمارے مددگار ہیں- تم انہیں لکھو چنانچہ میں نے انہیں گڑگاواں میں جہاں وہ مصنف تھے لکھا جواب نہ آیا- تھوڑے عرصے کے بعد عبدالواحد صاحب کا انتقال ہو گیا- عبدالواحد صاحب مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے مرید تھے- ۱۹۴۱ بکرمی حضرت صاحب کے اشتہار کبھی حاجی صاحب کے پاس کپور تھلہ آتے تھے تو مجھے حاجی صاحب یہ کہہ دیتے کہ- یہ ہیں تمہارے پیر-

۴- ہمارے رشتہ دار منشی عبداللہ صاحب جالندھر میں صدر واصل باقی نویس تھے- جو حاجی صاحب کے بہنوئی تھے- ان سے ملنے میں جالندھر جایا کرتا تھا- جالندھر میں اسی طرح ایک مرتبہ گیا ہوا تھا کہ معلوم ہوا کہ ایک بزرگ کہیں سے جالندھر آ رہے ہیں- یہ سرمہ چشم آریہ کی طباعت سے پیشتر کا واقعہ ہے- جالندھر سٹیشن پر میں اور میرا ایک رشتہ دار گئے- وہاں دو تین سو آدمی حضرت صاحب کی پیشوائی کے لئے موجود تھے- اور کنور بکرمان سنگھ نے اپنا وزیر اور سواری حضرت صاحب کے لانے کے لئے بھیجے ہوئے تھے- حضرت صاحب ریل سے اترے یہ صحیح یاد نہیں کہ حضرت صاحب کہاں سے تشریف لا رہے تھے- لوگوں نے مصافحہ کرنا شروع کیا اور وزیر مذکور نے حضرت صاحب کو بکرمان سنگھ صاحب کے ہاں لیجانے کو کہا- اس درمیان میں میں نے بھی مصافحہ کیا تو حضرت صاحب نے دریافت فرمایا آپ کہاں رہتے ہیں' میں نے کہا کپور تھلہ' لیکن یہاں میرے ایک رشتہ دار منشی عبداللہ صاحب بوچڑ خانے کے قریب رہتے ہیں حضرت صاحب نے فرمایا ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں- چنانچہ بکرمان سنگھ صاحب کی گاڑی میں حضرت صاحب مولوی عبداللہ صاحب سنوری حافظ حامد علی صاحب اور خاکسار سوار ہو کر منشی عبداللہ صاحب کے مکان پر آ گئے- جب حضرت صاحب گاڑی سے اترنے لگے تو بہت ہجوم لوگوں کا ہو گیا- عورتیں اپنے بچے حضرت صاحب کی طرف کرتی تھیں کہ حضرت صاحب کے کپڑوں کی ہوا لگ جائے- اس وقت اعتقاد کا یہ عالم تھا غرض حضرت صاحب منشی عبداللہ صاحب کی بیٹھک میں فروکش ہوئے-

۵- بیٹھک مذکور میں ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ سرسید کو کیا سمجھتے ہیں- فرمایا میں تو ایک طرح دیانند کی بھی اس لحاظ سے قدر کرتا ہوں کہ وہ بت پرستی کے خلاف ہے- اور سرسید تو مسلمان ہے- اور انہوں نے تعلیمی کام مسلمانوں کے لئے کیا ہے- ان کا ممنون ہونا چاہئے- سرسید کو مسلمان کہنا بہت سے لوگوں کو ناگوار معلوم ہوا- پھر حضرت صاحب کسی بات پر تقریر فرماتے رہے-

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

انجام کے نیک ہونے کے لئے مجاہدہ اور دعا کرنی چاہئے اور ہر وقت لرزاں ترساں رہنا چاہئے- (صاحب ایمان) کو اعتقاد صحیح رکھنا اور اعمال صالحہ کرنے چاہئیں اور اس کی ہمت اور سعی اللہ تعالیٰ کی رضا اور وفاداری میں صرف ہونی چاہئے-

(صاحب ایمان) کی صحیح رؤیا کی تعبیر یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق ہو- اس کے اوامر نواہی اور وصایا میں پورا اترے اور ہر مصیبت وابتلاء میں صادق مخلص ثابت ہو- یاد رکھو ابتلاء بھی دو قسم کے ہوتے ہیں- ایک ابتلاء (دینی) اوامر ونواہی کا ہوتا ہے- دوسرا ابتلاء قضاوقدر کا ہوتا ہے(-)

پس اصل مرد میدان اور کامل وہ ہوتا ہے جو ان دونو قسم کے ابتلاؤں میں پورا اترے- بعض اس قسم کے ہوتے ہیں کہ اوامر ونواہی کی رعایت کرتے ہیں لیکن جب کوئی ابتلاء مصیبت قضاوقدر کا پیش آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرتے ہیں- ایسا ہی بعض فقیر دیکھے گئے ہیں کہ ہمیں نفس کشی کی اس قدر مشق ہے کہ سارے دن میں صرف ایک مرتبہ سانس لیتے ہیں لیکن وہ ابتلاء کے وقت بہت ہی بودے اور کمزور ثابت ہوتے ہیں- قوی وہی ہے جو اعتقاد صحیح رکھتا ہو- اعمال صالحہ کرنے والا ہو اور مصائب وشدائد میں پورا اترنے والا ہو اور یہی جوانمردی ہے-

(ملفوظات جلد سوئم صفحہ ۶۳۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر پرویز پروازی

محترم سعید احمد صاحب اعجاز کی رحلت

آج الفضل مورخہ ۲۸- مئی ۱۹۹۵ء کے ایک کونہ میں چھپی ہوئی ایک معمولی سی خبر نے چونکا دیا- لکھا تھا ممتاز احمدی شاعر محترم سعید احمد اعجاز تراسی برس کی عمر میں لاہور میں انتقال کر گئے اور ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے- اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے' ان کی وفات کے ساتھ جماعت احمدیہ ایک نہایت ممتاز اور قادر الکلام شاعر سے محروم ہو گئی- سعید احمد اعجاز ان شعراء میں سے تھے جن کا کلام مدتوں جماعت میں اور جماعت سے باہر یاد رکھا جائے گا- ان کے ہاں تصوف کی جو چاشنی تھی وہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے- اور قطعہ کہنے میں تو وہ اپنا جواب آپ تھے-

سعید احمد صاحب اعجاز سے پہلی بار جناب روشن دین تنویر صاحب کے ہاں تعارف ہوا- تنویر صاحب نے ازراہ بندہ پروری مجھے خاص طور سے بلا کر ان سے ملایا- ان سے ملو یہ میرے ادبی دنیا اور نیرنگ خیال کے زمانہ کے ساتھی ہیں- احمدیوں میں سے دو شاعر' یعنی روشن دین تنویر اور سعید احمد اعجاز' ملک کے ادبی حلقوں میں ادبی دنیا اور نیرنگ خیال کے حوالہ سے پہچانے جاتے تھے- تنویر صاحب کی نظمیں اپنی نکتہ آفرینی کی وجہ سے اور سعید احمد اعجاز صاحب کے قطعات اپنی خیال آفرینی کی وجہ سے پسند کیا جاتے تھے- یہ نہیں کہ اعجاز صاحب قطعہ کے علاوہ اور کچھ کہتے نہیں تھے' کہتے تھے' ان کی نظمیں بھی ادبی حلقوں میں اسی طرح مقبول و دلپسند تھیں مگر قطعہ! اللہ پاک ہے! ہم نے مولانا صلاح الدین احمد کے منہ سے یہ بات سنی ہوئی ہے کہ اقبال کے بعد اگر کسی پنجابی شاعر نے قطعہ کہا ہے تو وہ سعید احمد اعجاز ہیں-

۱۹۹۰ء میں ربوہ میں ایوان محمود میں ایک مشاعرہ ہوا- ڈاکٹر وزیر آغا' سرگودہا سے تشریف لائے ہوئے تھے- ایوان خدمت یعنی خدام الاحمدیہ کے گیسٹ ہاؤس میں بیٹھے تھے کہ سعید احمد اعجاز اندر داخل ہوئے- میں نے آغا صاحب سے ان کا تعارف کروایا- وزیر آغا تو جیسے کھل اٹھے- کہنے لگے: میں نے جس شخص کو اپنی ادبی زندگی کے آغاز سے ہی بہت پڑھا اور پسند کیا اس شخص سے آج یہاں ملاقات ہو رہی ہے- اور یہ کہہ کر سعید احمد اعجاز کی ایک نظم فر فر سنا دی- کہنے لگے یہ نظم مجھے تب سے یاد ہے جب میں نے اسے ادبی دنیا میں پڑھا تھا- یہ بات کوئی پچاس برس پہلے کی بات تھی- سعید احمد اعجاز صاحب کو تو یقیناً بہت خوشی ہوئی ہو گی ہمیں بھی خوشی ہو رہی تھی کہ آخر ربوہ نے دو پرانے چاہنے والوں کے ملاپ کا انتظام کر دیا ہے- آغا صاحب کو مشاعرے کی صدارت کرنا تھی' اصرار کرنے لگے کہ اتنا سینئر شاعر بیٹھا ہوا ہو تو میں صدارت کرتا اچھا نہیں لگتا- چنانچہ مشاعرہ کے پہلے دور کے بعد جب آغا صاحب چلے گئے تو سعید احمد اعجاز کو صدارت کی کرسی پر بیٹھنے کی دعوت دی گئی اور مشاعرہ کا دوسرا دور ان کی صدارت میں ہوا- اعجاز صاحب نے ایک دو پرانی نظمیں سنائیں- کہنے لگے ربوہ میں میری نشست و برخواست تنویر صاحب کے ساتھ تھی وہ نہ رہے تو میں کہاں آتا اور کس کے پاس بیٹھتا!

سعید احمد اعجاز پیشہ کے لحاظ سے غالباً انجینئر تھے- شعر کہنا کا ان کا شوق تھا- الفضل میں چھپنا شروع ہوئے تو جماعت کے حلقوں میں ان کی شہرت ہونے لگی- مگر طبعاً خاموش اور تنہائی پسند تھے اس لئے مشاعروں میں آنا جانا انہیں پسند نہیں تھا- کالج کے مشاعروں میں میرے متعدد بار بلانے کے باوجود کبھی کبھار ہی آتے تھے- البتہ خاکسار کے غریب خانہ پر جلسہ سالانہ کے درمیانی دن جو مشاعرہ ہوتا تھا اس میں باقاعدگی سے تشریف لاتے تھے اور التزام کے ساتھ کوئی تازہ چیز سناتے تھے- تنویر صاحب کے ساتھ اتنا یارانہ تھا کہ اپنی پوری بیاض ان کے حوالے کر رکھی تھی کہ جب چاہیں جو چاہیں چھاپ لیں- ایسا کرنا بے حد اعتماد کی علامت ہے اور تنویر صاحب نے ان کے اس اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچائی-

قطعہ کہنا بڑا مشکل فن ہے- بعض لوگ محض چار مصرعوں کو جوڑ کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ قطعہ کہہ رہے ہیں حالانکہ قطعہ میں جب تک چاروں مصرعے اپنے مزاج' آہنگ اور مطلب کے لحاظ سے ایک دوسرے کے ساتھ مربوط نہ ہوں' قطعہ وجود میں نہیں آتا- جس طرح رباعی ایک خاص وزن کے بغیر رباعی نہیں بنتی اسی طرح قطعہ ایک خاص آہنگ کے بغیر قطعہ نہیں بنتا- سعید احمد اعجاز نے عمر بھر اس فن پر ریاض کیا تھا- وہ جو [illegible]

[illegible] سیروں تن شاعر کا لہو ہوتا ہے
تب نظر آتی ہے اک مصرعۂ تر کی صورت

یہ بات قطعہ پر بھی صادق آتی ہے- بدقسمتی سے میں ایسی جگہ بیٹھا ہوں جہاں حوالے کے لئے کتابیں میسر نہیں ورنہ میں سعید احمد اعجاز کے استادانہ قطعات کی مثال پیش کر کے بتاتا کہ قطعہ کیا ہوتا ہے؟ اور دیکھئے کہتے ہیں اس طرح تنویر "سہرا"!

کچھ برس پہلے ہماری ایک [illegible]ی بچی' عزیزہ صفیہ کلثوم نے تنویر صاحب پر اپنا ایم اے کا مقالہ لکھا تو میں نے اس عزیزہ سے یہی کہا کہ بی بی سعید احمد اعجاز کے پاس چلی جاؤ وہ تمہیں تنویر صاحب کے اصل مرتبہ کے بارہ میں بتا سکیں گے- عزیزہ موصوفہ کا مقالہ میری نظر سے نہیں گزرا مگر یقین ہے کہ اس میں ایک دوست کے بارہ میں دوسرے دوست کے تاثرات ضرور موجود ہوں گے- اب سعید احمد اعجاز کی وفات کی خبر وزیر آغا کو دے رہا ہوں' وہ بھی شاید اس پرانے سخن ور کے بارہ میں کچھ لکھیں گے- یہ سعید احمد اعجاز کا حق ہے- لفظوں میں ان کی فنکارانہ عظمت کو سمونا تو مشکل ہے ہاں ان کے بارہ میں نئی نسل کو اتنا تو بتایا جا سکتا ہے کہ ادبی دنیا میں اپنا مرتبہ رکھنے کی باوجود جماعت احمدیہ کے علم کلام کی ترویج و اشاعت کی جا سکتی ہے- حضرت حافظ مختار احمد شاہجہان پوری' مولانا ذوالفقار علی خان گوہر' مولانا عبید اللہ بسمل' شیخ محمد احمد مظہر' روشن دین تنویر' سعید احمد اعجاز یہ سب اسی احمدی ادبی روایت کے ستون تھے- اللہ ان کے فیض کو جاری رکھے-

مجھے علم نہیں کہ ان کا کوئی مجموعہ بھی چھپا ہے یا نہیں- اگر نہیں چھپا تو ان کے پسماندگان کو ان کی یادگار کی حفاظت کرنی چاہئے اور ان کے کلام کو چھپوانے کا انتظام کرنا چاہئے- اللہ تعالیٰ انہیں توفیق ارزانی فرمائے-

(الفضل) محترم سعید احمد صاحب اعجاز کی خبر الفضل میں پہلے صفحہ پر ہے اور یہ اس صفحہ کی پہلی خبر ہے- یہ خبر کسی کونے میں ہرگز نہیں چھپی-

---

یادرفتگاں —— چوہدری بشیر احمد صراف

محترم میاں اللہ دتا صاحب عہدی پور

خدا تعالیٰ نے قادیان ضلع گورداسپور کے بعد یہ فضیلت ضلع سیالکوٹ کو عطا فرمائی ہے- کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ جوانی کی عمر میں بسلسلہ ملازمت شہر سیالکوٹ میں مقیم رہے- ضلع سیالکوٹ میں دعویٰ کے بعد جماعتیں بھی کثرت سے قائم ہوئیں- نیک فطرت مخلص احباب کو حضرت بانی سلسلہ پر ایمان لانے کی توفیق بھی ملی-

موضع عہدی پور- تحصیل نارووال نزد گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں میاں محمد بخش ولد رلدو ذات راجپوت بھولے بھالے- پیار کرنے والے- سادہ اور نیک فطرت رہتے تھے- جن کا بڑا لڑکا چوہدری اللہ دتہ جو بعد میں میاں اللہ دتہ عہدی پور کے نام سے مشہور ہوئے ۱۸۷۸ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے-

چنانچہ عین جوانی یعنی بعمر ۲۵ سال میاں اللہ دتہ عہدی پور کو ۱۹۰۳ء میں حضرت بانی سلسلہ کی بیعت کی سعادت ملی- حضرت والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میرے ساتھ ۳/۴ اور دوستوں نے بھی بیعت کا شرف حاصل کیا- مکرم سید فتح علی شاہ صاحب مکرم مولاداد نمبردار- نواب مانک- والد ملک الہ دین ڈوگر-

دوسرے دوستوں کو محبت پیار سے دعوت الی اللہ کرتے رہے- احمدی بزرگوں کو بھی سمجھانے کے لئے بلاتے رہے- چھوٹے چھوٹے مناظرہ کرتے رہے-

مکرم والد صاحب بنی نوع انسان کے نہایت ہمدرد تھے- غریبوں کا بہت خیال رکھتے ان کے کام آتے ان کی ضروریات کا بھی خیال رکھتے- نیک فطرت- سادہ احمدی تھے- مہمان نواز تھے- پنچائتی فیصلہ درست کرتے- حق دار و سچے کی حمایت کرتے- ان کے اچھے اخلاق اور نیک نمونہ سے آہستہ آہستہ جماعت بڑھتی گئی- آپ جماعت احمدیہ عہدی پور کے پہلے صدر تھے اور تاحیات تقریباً نصف صدی ۱۹۴۹ تک صدر کے عہدہ پر منتخب ہوتے رہے اور دینی خدمات سر انجام دیتے رہے- مرکز قادیان سے آمدہ ہدایات و احکامات کے مطابق جماعت احمدیہ عہدی پور کی ہمیشہ تعلیم و تربیت کی-

آپ جلسہ سالانہ قادیان پر پیدل جایا کرتے تھے- عہدی پور کے گرد و نواح میں احمدی احباب قافلہ در قافلہ دریائے راوی عبور کر کے جلسہ قادیان جاتے تھے- راستہ میں جہاں قافلہ رات کو ٹھہرتا وہاں احمدی احباب خاطر تواضع کرتے- پیار و محبت کے اعلیٰ نمونے دکھاتے- خدمت کر کے خوش ہوتے- باہم مل بیٹھنے سے عجیب سماں ہوتا- ساری رات باتوں پر گزر جاتی- بٹالہ سے قادیان کے راستہ میں احباب کی محبت و سلوک کی کیفیت ناقابل بیان ہوتی- اس زمانہ میں ریل گاڑی نہ تھی- مکرم والد صاحب نے بتایا کہ میں ۱۵ بار پیدل جلسہ قادیان پر گیا- ۱۹۲۰ء سے اپنے بڑے لڑکے چوہدری محمد اسرائیل احمد کو بھی پیدل اپنے ہمراہ لے جاتے-

آپ نے دور افتادہ گاؤں میں رہتے ہوئے جہاں کوئی پرائمری سکول بھی نہ تھا تعلیم کی طرف توجہ دی- احمدیت قبول کرنے کے بعد پہلے اپنے چھوٹے بھائی مکرم میاں محمد حسین صاحب کو قلعہ صوبا سنگھ جو اب قلعہ کالروالہ کہلاتا ہے پانچویں جماعت تک تعلیم دلوائی اس وقت پانچویں جماعت میں گلستان بوستان کا کورس تھا یہ بات غالباً ۱۹۰۶ء یا ۱۹۰۷ء کی ہے- مکرم چچا محمد حسین صاحب تازیست جماعت احمدیہ عہدی پور میں بطور سیکرٹری مال خدمات سرانجام دیتے رہے- مکرم میاں اللہ دتہ صاحب اپنے بھائی کو جو تعلیم

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

ہمارے سامنے سہیل فرخ کی بھیجی ہوئی فرخ امرتسری کی کتاب "وہ امرتسر تھا" ہے۔

فرخ امرتسری ۱۸۸۴ء میں کیریاں ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ اور بچپن ہی میں والدین کے ساتھ امرتسر آ گئے یہ کتاب ان جان گداز مراحل کی تفصیل ہے جو تقسیم برصغیر کے وقت امرتسر میں پیش آئے۔ علامہ عرشی امرتسری نے اس کتاب کا دیباچہ لکھا ہے جسے سیرت و سوانح کا عنوان دیا گیا ہے۔ مختلف محلہ جات میں جس جس طرح واقعات پیش آئے۔ اس کی تفصیل کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ وہ امرتسر تھا۔ فسادات اور ان کے اسباب۔ دوسرا حصہ پندرہ اگست اور تیسرا حصہ وداعی کوائف کے نام سے تحریر کیا گیا ہے۔ ان واقعات کی تفصیل تو یہاں دوہرانے کا تو کوئی فائدہ نہیں البتہ کتاب میں شامل ایک باب امرتسر کی تاریخ میں سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

فرخ امرتسری لکھتے ہیں:۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جس شہر میں ہم نے اور ہمارے آباء و اجداد نے کئی سو سال قیام کیا اس کو اپنا وطن سمجھ کر اس کی تعمیر میں خون پسینہ ایک کیا اس کی چپہ چپہ زمین میں ہمارے بزرگوں کی خاک اور ہمارے عزیزوں کے فانی جسم مدفون ہیں۔ اس کی مختصر تاریخ ہدیہ ناظرین کی جائے تاکہ ہماری آئندہ نسلوں کو معلوم رہے کہ یہ وہ شہر ہے جس کے ہم برابر کے حصہ دار تھے۔ جس میں مساویانہ حقوق رکھتے تھے اور جس کی ترقی و ارتقاء میں شب و روز مصروف رہے۔ جہاں ہمارے مکانات جائیدادیں اور یادگاریں موجود ہیں جو اب ان لوگوں کے قبضے میں ہیں جنہوں نے بادہ تعصب سے از خود رفتہ ہو کر ہمیں وہاں سے نکلنے پر مجبور کیا۔ ہم تقسیم کے بعد وہاں ہندوستان کی رعایا بن کر رہنا چاہتے تھے مگر حکومت ہند نے ہماری استدعا منظور نہ کی وہ حکومت جو ایک جمہوری حکومت کہی جاتی ہے۔ جس کی باگ ڈور ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو بڑے آزاد خیال اور بے تعصب مشہور تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کو ہندی قومیت کی حیثیت سے اپنی قومی جماعت میں شامل رکھ کر آزادی حاصل کی۔ اور متحدہ قومیت کا ڈھنڈورا پیٹتے رہے۔ مگر جب امتحان کا وقت آیا تو مسلمانوں کی ایک نہ سنی اور ان کے نکل جانے پر اطمینان کا سانس لیا۔

امرتسر کی بنیاد:۔ سکھوں کے چوتھے گورو' گورو رامداس جی نے شہنشاہ اکبر کے زمانے میں رکھی جو ۱۵۷۰ء میں گورو امرداس جی کے سر گباش ہونے پر گدی نشین ہوئے۔ اور اس تالاب پر آئے جہاں گورونانک دیوجی کسی زمانے میں رونق افروز ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے رہنے کے لئے وہاں ایک جھونپڑی بنائی کچھ عرصہ کے بعد ایک چھوٹا سا گاؤں وہاں آباد ہو گیا۔ جس کو لوگ گورو کی نگری کہنے لگے۔ گورو رام داس جی نے ہرمندر (دربار صاحب) کی بنیاد قائم کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ آپ نے لاہور کے مشہور و معروف خدا پرست بزرگ حضرت میاں میر صاحب سے سنگ بنیاد نصب کروایا۔ کچھ عرصہ کے بعد معمولی سی عمارت تعمیر ہو گئی اور سکھوں کا مقدس استھان بن گیا۔

ایک روایت:۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس تالاب کے مشرقی جانب ایک بیری دکھ بھنجنی بیری (دکھوں کو دور کرنے والی) مشہور تھی۔ جہاں ابتداء میں گورو رام داس جی نے قیام فرمایا تھا۔ اتفاق سے ایک نوجوان لڑکی اپنے جذامی خاوند کو ٹوکرے میں ڈالے ہوئے یہاں آئی۔ یہ پٹی کے راجہ کی بیٹی تھی۔ جسے اس نے بطور سزا ایک کوڑھی کے ساتھ بیاہ دیا تھا۔ اطاعت شعار غریب لڑکی نے باپ کے فیصلے کو بسرو چشم منظور کیا وہ یہاں خاوند کا ٹوکرا رکھ کر گاؤں میں بھیک مانگنے چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک کوا اڑتا ہوا تالاب پر آیا اور اس میں غوطہ لگایا۔ اس کے بال و پر سفید ہو گئے۔ یہ کیفیت دیکھ کر کوڑھی کے دل میں امنگ پیدا ہوئی۔ ٹوکرے سے جوں توں کر کے نکلا اور رینگتا ہوا تالاب میں جا پہنچا۔ ایک ہی غوطے میں اس کا سارا مرض دور ہو گیا۔ لڑکی واپس آئی تو اپنے خاوند کو وہاں نہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔ تالاب کے کنارے پر نظر کی تو ایک تندرست خوبصورت جوان کو بیٹھے دیکھا۔ تو پہچان نہ سکی۔ خاوند نے آگے بڑھ کر سب ماجرا بیان کیا۔ اس کی حیرت آمیز مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی اور دونوں نے حکیم مطلق اور شافی برحق کا شکریہ ادا کیا۔ یہی وجہ اس شہر کا نام امرتسر قرار پانے کی ہے۔ امرت آب حیات اور سر تالاب جو نزدیک و دور مشہور ہو گیا۔

دربار صاحب گورو رام داس جی کے بعد ان کے جانشین گورو ارجن دیوجی نے دربار صاحب کو معمولی حالت سے بہتر بنانے کی کوشش کی۔ اس کے بعد ان کے جانشینوں نے کئی اور اضافے کئے۔ لیکن جب پنجاب پر سکھوں کا قبضہ ہوا تو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس عمارت کو دنیا کی ایک بہترین عمارت بنا دیا۔ ایک طویل و عریض تالاب کے چاروں طرف سنگ مرمر کا فرش لگوایا اور عمارت کو اندر اور باہر سونے کے منقش پتروں سے مزین کیا۔ مغربی سیاحوں نے اس مندر کا نام گولڈن ٹیمپل (سنہری مندر) رکھا۔

انگریزی حکومت:۔ زمانہ بدلتا رہتا ہے۔ حالت کبھی یکساں نہیں رہتی۔ کبھی یہاں مسلمانوں کی حکومت تھی۔ اس کے بعد سکھوں کا دور آیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مرنے کے بعد سکھوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ آپس میں لڑ بھڑ کر کمزور ہو گئے اور انگریزوں نے پنجاب پر اپنا قبضہ جما لیا۔ اور اس کی انتظامی اصلاح کی۔ بہت سے دیہات کا الحاق کر کے امرتسر کو ضلع کا صدر مقام بنا دیا۔ پولیس وغیرہ کا باقاعدہ انتظام کیا۔ ابتدائی اور ثانوی مدرسے جاری کئے۔ ڈاک۔ تار۔ ریلوے وغیرہ کے اجراء سے شہر کی حالت بدل گئی۔ بجلی اور واٹر ورکس نے شہر کی رونق دوبالا کر دی۔ مونسپل کمیٹی قائم کی۔ ملکی اصلاحات کے ساتھ ساتھ اس کو بھی اصلاحات دی گئیں۔ پختہ سڑکیں بنائی گئیں۔

اقتصادی ترقی:۔ امرتسر میں مختلف اقوام کے لوگ آباد تھے۔ اہل حرفہ اور مزدور پیشہ لوگ خصوصاً دور دور سے آباد ہوئے۔ صنعت و حرفت کو ترقی ہوئی۔ تجارت کو دن بدن فروغ ہوا۔ آبادی میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ عالی شان محل اور مکان بنے۔ کارخانے جاری ہوئے۔ ہندو سرمایہ دار تھے۔ اور مسلمان عام طور پر اہل حرفہ۔ اور مزدور پیشہ۔ آبادی اور تجارت میں اس قدر اضافہ ہوا کہ امرتسر پنجاب کا تجارتی دارالخلافہ بن گیا۔ شال بافی۔ قالین سازی۔ رفوگری۔ پٹہ گری کا خاص زور تھا۔ یہ کام مسلمانوں کے ہاتھ میں تھے۔ لیکن ان کی تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں تھی۔ اس کے پشمینہ ریشمی پارچات' سوتی کپڑے بنائے جاتے تھے۔ گوٹا کناری ہاتھی دانت کا سامان۔ کنگھیاں اور دیسی جوتے بھی بہت اچھے بنتے تھے۔

باہمی تعلقات:۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کی آبادی میں تھوڑا فرق تھا۔ مسلمان زیادہ تھے۔ اور ہندو سکھ دیگر اقوام مل کر مسلمانوں سے زیادہ تھیں۔ ورنہ فرداً فرداً مسلمان ان سے اکثریت میں تھے۔ سب کے تعلقات آپس میں بہت اچھے تھے۔

سیاسیات کے دور سے پہلے ہندو مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار تھے اگر کوئی حادثہ ہوتا تو وہیں دبا دیا جاتا۔ اس کو فرقہ وارانہ سوال نہیں بنایا جاتا تھا۔ مگر جب سے سیاسی جدوجہد شروع ہوئی۔ رائی کا پہاڑ بنا کر دنیا میں مشتہر کیا جاتا۔ کیونکہ پہلے وقتوں کے رہنما مناقشات کی آگ بھڑکا کر لیڈر نہیں بنتے تھے۔ مگر جب سیاسی دوکانداری شروع ہوئی۔ تو لیڈروں نے ہندو مسلم فسادات کو اپنی لیڈری کا ذریعہ سمجھا۔

ہندو مسلمانوں اور دیگر اقوام کے تعلقات کا انتہائی خوشگوار عروج ۱۹۱۹ء میں ہوا جب کہ رولٹ ایکٹ کی وجہ سے جدوجہد شروع ہوئی۔ رام نومی کے تہوار پر ہندو مسلمانوں نے ایک گلاس میں پانی پیا۔ ڈاکٹر کچلو کی گرفتاری پر شہر میں تین دن بے عملی رہی۔ ۱۳۔ اپریل کو ڈائر نے گولی چلائی۔ بہت سے ہلاک اور بہت سے زخمی ہوئے۔ اس ہنگامہ سے جلیانوالہ باغ کا نام مشہور ہو گیا۔ اور آنے جانے والے مسافروں کے لئے زیارت گاہ بن گیا۔ تمام لیڈر گرفتار کر لئے گئے لیکن دسمبر میں کانگرس کے موقعہ پر سب رہا کئے گئے۔ کانگریس اور مسلم لیگ کے صدروں کا مشترکہ جلوس نکلا۔ دونوں صدر ایک ہی گاڑی میں سوار تھے۔ مسلم لیگ کا ایک اجلاس بھی امرتسر میں ہوا۔ غرض کہ امرتسر میں یہ ہفتہ بہت رونق کا تھا۔

۱۹۲۳ء سے فسادات کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور اس وقت سے ہندو مسلم اور سکھ آپس میں پہلے کی طرح متحد نہ ہو سکے۔ اور بغض و کینہ دلوں میں بڑھتا گیا۔

قابل دید مقامات:۔ دربار صاحب کے علاوہ۔ بابا اٹل مسجد شیخ خیر الدین۔ مسجد محمد جان۔ بعض ہندو مندر۔ مندر لکشمی نارائن جو ہندو سکھ نزاع کی وجہ سے دربار صاحب کی طرح ورگیانہ تالاب میں تعمیر کیا گیا۔ رام باغ۔ نکلسن پارک اور ایچی سن پارک اچھی سیر گاہیں تھیں۔

کالج اور مدارس:۔ امرتسر میں مندرجہ ذیل کالج اور مدارس تھے۔

۱ خالصہ کالج ہندوستان بھر میں سکھوں کا سب سے بڑا کالج ہے جس کی عمارت نہایت عالی شان ہے۔ جو شہر سے چند میل کے فاصلے پر جی۔ ٹی۔ روڈ پر واقع ہے۔ اس کے ساتھ ایک ہائی سکول بھی ہے اور اس کے چند ابتدائی اور ثانوی مدارس۔

۲ اسلامیہ کالج۔ اس کی بنیاد ۱۸۸۴ء میں ایک معمولی سکول سے رکھی گئی اور رفتہ رفتہ کالج کے درجے تک پہنچا۔ جس کے ساتھ تین ہائی سکول اور متعدد لڑکوں اور لڑکیوں کے مڈل پرائمری اور لوئر سکول تھے۔ اس کالج اور مدارس کا انتظام انجمن اسلامیہ کے ہاتھ میں تھا۔ مگر گزشتہ انقلاب نے ان کا بھی خاتمہ کر دیا۔ کالج کی عمارت ہال دروازے کے اندر کنہیا لال کے منڈوا کے پاس ہے جو اب سکھوں کے قبضے میں ہے۔

۳ ہندو سبھا کالج۔ جو ہندو سبھا کی طرف سے قائم ہے اور اس میں زیادہ تر ہندو طالب علم ہیں۔

مدارس اسلامیہ کالجیئٹ ہائی سکول اسلامیہ ہائی سکول۔ مسلم ہائی سکول خالصہ کالجیئٹ ہائی

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

چین امریکہ میں نیا سفارتی تنازعہ

چین اور امریکہ کے درمیان کوئی نہ کوئی تنازعہ سر اٹھاتا ہی رہتا ہے- ماضی میں انسانی حقوق کے مسئلے پر چین اور امریکہ میں خاصی تلخی رہی- چین کے دارالحکومت بیجنگ کے مشہور تن ان من سکوائر میں جمہوریت پسند نوجوانوں کی ہلاکت کا معاملہ انسانی حقوق کے حوالے سے بہت شہرت پایا- اور کئی سال امریکہ کے چین سے تعلقات خراب رہے- اس کے علاوہ تجارت کے معاملات- پاکستان کو میزائیل ٹکنالوجی کی فراہمی اور اس کے علاوہ تائیوان کا مسئلہ وہ بات ہے جو کئی بار امریکہ اور چین کے درمیان بدمزگی پیدا کر چکی ہے-

چین میں جب کمیونزم آیا تو ملک پر چیانگ کائی شیک کی حکومت تھی- کمیونسٹوں نے ماؤزے تنگ کی قیادت میں مسلح بغاوت کی- باغیوں نے ایک کے بعد دوسرا شہر اپنے قبضے میں کرنا شروع کر دیا- بالآخر مسٹر چیانگ کائی شیک فارموسا نامی جزیرے میں پناہ گزین ہوئے- جو چین کا ہی ایک حصہ تھا-

باغیوں نے سارے ملک پر قبضہ کر لیا- مگر فارموسا کا رخ نہ کیا- فارموسا کو جواب تائیوان کہلاتا ہے صدر چیانگ کائی شیک کی صدارت میں سالہاسال تک اصل چین قرار دیا جاتا رہا- اس ننھے سے جزیرے کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی مستقل نشست بھی حاصل تھی اور سالہاسال یہ مذاق جاری رہا- چین کا موقف ہے کہ یہ چین کی غیر قانونی حکومت ہے- یہ اصل میں چین کا ایک حصہ ہے جس پر ناجائز قابضین مسلط ہیں-

جنرل یحیی کے دور میں جب امریکی وزیر خارجہ مسٹر ہنری کسنجر پاکستان کی مدد سے خفیہ دورے پر چین گئے تو امریکہ اور چین کے درمیان دشمنی ختم کر دی گئی- ورنہ امریکہ کو چین میں ویسا ہی دشمن سمجھا جاتا تھا جس طرح آج کل ایران میں امریکہ کو سمجھا جاتا ہے- بہرحال اس دورے کا نتیجہ یہ ہوا کہ امریکہ نے چین کو تسلیم کر لیا- اس کو اقوام متحدہ کا رکن اور سلامتی کونسل کا مستقل رکن بنا لیا گیا- تائیوان کو اقوام متحدہ سے نکال باہر کیا گیا- کئی ملکوں نے تائیوان سے سیاسی تعلقات توڑ کر چین سے تعلقات قائم کر لئے- چین کی سالہاسال پرانی پالیسی یہ ہے کہ جو تائیوان سے تعلقات رکھے گا وہ چین سے تعلقات نہ رکھے-

ماضی کی دو دہائیوں میں تائیوان نے اقتصادی اعتبار سے زبردست ترقی کی ہے- مشرق بعید میں جو ممالک گذشتہ ایک دہائی میں آگے آئے ہیں ان میں سنگاپور ملائیشیا' جنوبی کوریا کے علاوہ تائیوان بھی شامل ہے- اقتصادی طور پر تائیوان کی ترقی نے انسے سیاسی میدان میں بھی پیش رفت کے قابل بنا دیا ہے- عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اب شاید چین تائیوان پر کبھی حملہ نہ کرے اور کبھی بھی اس کو اپنا حصہ بنانے کی کوشش نہ کرے- کیونکہ ماضی کے فارموسا اور جدید تائیوان میں بہت بڑا فرق پیدا ہو چکا ہے- لیکن یہ کوئی ایسی بات بھی نہیں جسے حتمی سمجھا جائے چین میں کوئی مہم جو برسر اقتدار آجائے تو وہ تائیوان کو ناکوں چنے چبوا سکتا ہے-

تاہم چین کی سیاسی پالیسی یہی ہے کہ تائیوان کو اقتصادی طور پر تو دنیا سے الگ نہیں رکھا جا سکتا لیکن اسے سیاسی طور پر بدستور الگ تھلگ رکھا جائے- ماضی قریب میں ایشیائی کھیلوں کے موقع پر تائیوان کے صدر اور وزیر کھیل کو شرکت کی دعوت دی گئی تو چین نے دھمکی دی کہ وہ اپنے کھلاڑیوں کو واپس بلالے گا- یہ معاملہ بھی خاصا طویل ہوا- آخر کار چین کا اصرار مان لیا گیا کیونکہ چین کے کھلاڑیوں کے بغیر ایشیائی کھیلیں ایک بے کار مشق ہو کر رہ جاتیں-

اب تائیوان کے صدر کو امریکہ نے اپنے ملک کے دورے کی دعوت دی ہے- چنانچہ چین نے واشنگٹن سے اپنے سفیر کو احتجاجاً واپس بلالیا ہے- اس سے چین اور امریکہ کے درمیان ایک نیا سفارتی تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا ہے- سفارتی آداب کی زبان میں کسی ملک سے اپنے سفیر کو واپس بلا لیتا شدید ناراضگی کا اظہار سمجھا جاتا ہے- اور اگر کوئی ملک کسی دوسرے ملک سے اپنا سفیر غیر معمولی دیر تک غیر حاضر رکھے تو اسے بھی مسلسل ناراضگی کی علامت سمجھا جاتا ہے-

امریکہ کا یہ کہنا ہے کہ اسے ہرگز چین سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ اپنے سفیر کو واپس بلائے جانے کا انتہائی اقدام کرے گا- چین کا کہنا ہے کہ اس نے اس ماہ کے شروع ہی میں امریکہ کو متنبہ کر دیا تھا کہ چین کی طرف سے تائیوان کے صدر لی تنگ ہوئی کو امریکہ کا نجی دورے کرنے کی اجازت دی گئی تو چین جواب میں انتہائی اقدامات کرے گا- واشنگٹن میں امریکی وزارت خارجہ نے چین کے فیصلے پر اظہار افسوس کیا ہے-

یاد رہے کہ چین کے دباؤ پر اس سے قبل تائیوان کے صدر کا دورہ امریکہ منسوخ بھی کر دیا گیا تھا- لیکن بعد ازاں امریکی کانگریس کی طرف سے زبردست دباؤ کے بعد اس دورے کی دوبارہ اجازت دی گئی- دریں اثناء امریکہ نے بھی چین سے اپنا سفیر واپس بلالیا ہے- لیکن ساتھ ہی یہ کہا ہے کہ اس کے وہاں قیام کی ۴ سالہ مدت پوری ہو گئی ہے- گویا کہ سفارتی زبان میں یہ کہا گیا کہ آپ کی ناراضگی پر ہم بھی خوش نہیں ہیں- لیکن ہم آپ کی ناراضگی کو بڑھانا بھی نہیں چاہتے-

دوسری طرف تائیوان نے بھی چین سے اپیل کی ہے کہ وہ ہمارے لیڈروں کے غیر ملکی دوروں پر ٹھنڈے طرز عمل کا مظاہرہ کریں- گویا کہ تائیوان کا طرز عمل منت ترلے کا سا ہے- کہ جانے بھی دیں- چھوڑ بھی دیں- غصہ تھوک دیں- لیکن چین نے تائیوان کے ساتھ اعلیٰ سطحی مذاکرات بھی ختم کرنے کا اعلان کیا ہے-

درحقیقت مغربی دنیا اب تائیوان کو زیادہ بڑا درجہ دینا چاہتی ہے- اور یہ چاہتی ہے کہ اب چین تائیوان کے مسئلہ پر رد عمل ظاہر کرنا بند کر دے- یعنی خاموشی سے یہ تسلیم کر لے کہ تائیوان اس کا حصہ نہیں ایک الگ ملک ہے- تاریخی رویے اور حقائق بتاتے ہیں کہ شاید چین کو جلد یا بدیر ایسا کرنے پر مجبور ہونا پڑے گا- لیکن سردست چین کا رد عمل خاص سخت ہے اور شاید یہ ماضی میں تائیوان کو مغرب کی طرف سے شاباش دینے کے واقعات ہی کا رد عمل ہے-

ماضی قریب میں امریکہ کے بارے میں ہی یہ خبر آتی تھی کہ وہ تائیوان میں اپنے سفارتی مشن کا درجہ بڑھانا چاہتا ہے اس پر بھی چین نے رد عمل کا اظہار کیا تھا- جس پر امریکہ نے بات کو گول مول کر کے ختم کیا تھا-

---

اخبارات کے نام

Blasphemy

From Sherry Walker

I am writing from the United States about Section 295-C of the Pakistan Penal Code (PPC) which deals with charges of blasphemy. I am deeply concerned that many people charged under the section have not committed the offense but are being persecuted solely for their religious beliefs.

There are two reasons for my writing to you: (i) Some of the individuals who have been charged with blasphemy under 295-C are journalists like yourselves; and (ii) your newspaper is in a position to air this issue and expose the abuse of 295-C.

One of the many groups which have suffered the most are the Ahmadiya community. The fact that members of the Ahmadiya community can be imprisoned under 295-C and sentenced to death is of great concern. From what I read, it appears as if the persecution of minorities such as the Ahmadis is carried out primarily by a small group of extremists, who use scare tactics to get otherwise reasonable citizens to join their cause.

It is my hope that if the public is made aware of the lies behind the scare tactics, the Pakistani people would demand changes in the legal system. I urge you to cover the persecution of minorities like the Ahmadis, the inequity of the blasphemy laws such as 295-C of the PPC, and the concept of freedom of religious expression. In that way, those who wish to live in peace in Pakistan will be protected from the prejudices and fears of a small but powerful minority.

USA

The News International, Monday, June 12, 1995

نیوز انٹرنیشنل کے ۱۲- جون ۱۹۹۵ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں توہین رسالت کے قانون کے متعلق شیری واکر کا کہنا ہے:-

میں امریکہ سے ۲۹۵ سی پاکستان پینل کوڈ (پی- پی- سی-) کے متعلق لکھ رہی ہوں- جو توہین رسالت کے اقدامات سے تعلق رکھتا ہے مجھے اس بات پر گہری تشویش ہے کہ بہت سے لوگ جن پر اس شق کے ماتحت الزام لگایا گیا ہے ایسے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا- اور ان پر محض ان کے مذہبی عقائد کی وجہ سے ظلم ہو رہا ہے- آپ کو یہ خط لکھنے کی دو وجوہات ہیں- ایک تو یہ کہ جن لوگوں پر الزام لگا ہے- یعنی توہین رسالت ۲۹۵- سی- کا- وہ صحافی ہیں بالکل آپ ہی کی طرح اور دوسرے آپ کا اخبار اس پوزیشن میں ہے کہ اس مسئلے کو اجاگر کرے اور بتائے- کھل کر بتائے- کہ ۲۹۵- سی کو کس طرح غلط استعمال کیا جا رہا ہے- وہ لوگ جنہیں اس الزام میں دھر لیا گیا ہے- ان کی اکثریت کا تعلق احمدیہ جماعت سے ہے یہ حقیقت کہ احمدیہ جماعت کے افراد کو ۲۹۵ سی کے ماتحت قید میں ڈالا جا سکتا ہے اور انہیں موت کی سزا دی جا سکتی ہے ایک ایسی بات ہے جو باعث تشویش ہے-

جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اقلیتوں کے ساتھ مثلاً احمدیوں کے ساتھ ایک چھوٹا سا گروپ ہے جو انتہا پسندوں کا ہے اور ان کے ساتھ ظلم کر رہا ہے وہ ڈرا دینے والے طریق استعمال کرتے ہیں اور ایسا کرنے سے وہ ہوش مند شہریوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں- مجھے امید ہے کہ اگر عوام الناس کو ان افتراؤں سے آگاہ کیا جائے جو ڈرا دینے والے طریقوں سے منسلک ہیں تو پاکستان کے شہری اپنے قانون کے سسٹم میں تبدیلیوں کا مطالبہ کریں گے- میں آپ کو تلقین کرتی ہوں کہ آپ اقلیتوں کو جیسے کہ احمدیوں کے متعلق کہا جاتا ہے ۲۹۵ سی (پی- پی- سی)- توہین رسالت کے غیر مساویانہ انداز سے بچایا جائے اور مذہب کی آزادی کے خیال کو رائج کیا جائے-

صرف یہی ایک طریق ہے کہ جس سے پاکستان میں لوگ امن کے ساتھ زندگی بسر کر سکتے ہیں اور دوسرے لوگوں کے تعصب اور ان کی دہشت سے بچ سکتے ہیں- اگرچہ یہ تعصب اور دہشت ایک چھوٹی سی طاقت اور اقلیت کی طرف سے ہوتا ہے- (یعنی وہ لوگ جو اس بات کو ہوا دیتے ہیں ان کی تعداد کم ہے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صفحہ ۴

بھی مکمل کر چکا تھا احمدیت قبول کرنے کی وعظ نصیحت کرتے رہے آخر انہوں نے ۱۹۱۵ء میں بیعت کرلی۔

مکرم والد صاحب کو تعلیم و تربیت کا شوق تھا۔ اپنے آٹھ لڑکوں اور تین لڑکیوں کو تعلیم دلوائی۔ جنہوں نے پرائمری تک تعلیم احمدیہ سکول گھٹیالیاں سے حاصل کی۔ میٹرک بعض نے لاہور بعض نے موتی رام آریہ ہائی سکول چوہڑ مندہ سے پھر بی۔اے جنہوں نے کیا لاہور جا کر کیا۔

مکرم والد صاحب بتایا کرتے تھے کہ ان کی پہلی بیوی سے لڑکیاں تھیں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اولاد نرینہ کے لئے دعا کی درخواست کی۔ اس کی زندگی نے تو ساتھ نہ دیا۔ بیماری سے وفات پا گئی۔ پھر ۱۹۱۰ء میں دیر بعد دوسری شادی بوبک مرالی میاں امام دین صاحب کی لڑکی محترمہ برکت بی بی صاحبہ سے ہوئی ان کے بطن سے بھی پہلی بچی مریم بی بی ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئی اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم فرمایا بڑا لڑکا چوہدری محمد اسرائیل احمد بی۔اے ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے مزید اولاد نرینہ سے نوازا۔

اس زمانہ میں حضرت بانی سلسلہ کے رفقاء میں دعوت الی اللہ کا ایک خاص جذبہ و شوق تھا۔ آپس میں اس قدر محبت و پیار اور میل ملاقات تھی کہ وہ ایک ہی خاندان کے فرد معلوم ہوتے تھے۔ مکرم سید نذیر حسین شاہ صاحب۔ مکرم مولوی شاہ محمد صاحب حکیم مکرم شیخ غلام رسول صاحب دوکاندار مکرم چوہدری غلام رسول صاحب گھٹیالیاں میں تھے۔

مکرم چوہدری غلام محمد صاحب امیر جماعت پوہلہ مہاراں میں تھے۔ مکرم چوہدری غلام احمد صاحب چندرکے منگولے میں تھے۔ مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب داتہ زید کا میں تھے وہ بھی امیر تھے۔

مکرم چوہدری عبداللہ خان راجپوت مکرم چوہدری عبداللہ خان جٹ پٹواری قلعہ صوبا سنگھ میں تھے۔ اسی طرح خانہ میانوالی میں بزرگ تھے۔ چندر کے منگولے میں مکرم اللہ بخش صاحب تھے۔

ان بزرگوں نے آج عہدی پور۔ دوسرے دن گھٹیالیاں۔ تیسرے دن داتہ زید کا پھر چندرکے منگولے کبھی پوہلہ مہاراں کبھی بھوڑی ملیاں کبھی خانا میانوالی آپس میں اکٹھے ہونا علاقہ کے فیصلے بھی کرنا۔ احمدیت کی بہتری کا سوچنا۔ دعوت الی اللہ کرنا۔ دعائیں کرنا۔ غریبوں اور حاجت مندوں کی مدد کرنا یہ ان کا طریقہ و نمونہ تھا۔ سب کی داڑھیاں۔ لال مہندی لگانا۔ سفید پگڑی ہاتھ میں کھونڈی ایسا معلوم ہوتا کہ یہ سب ایک رنگ میں رنگین تھیں۔ ان بزرگوں کی دعاؤں اور نیک نمونہ کا آج تک اثر ہے کہ ضلع سیالکوٹ کا جلسہ سالانہ گھٹیالیاں ہوتا ہے۔ ضلع نارووال کا عہدی پور ہوتا ہے۔ وہ دھرتی آج تک ان بزرگوں کے اچھے اخلاق۔ نیک نمونہ اور دعاؤں کا اثر رکھتی ہے۔

حضرت میاں اللہ دتہ صاحب عہدی پور موصی تھے۔ ان کی اہلیہ محترمہ برکت بی بی صاحبہ بھی موصیہ تھیں۔ تحریک جدید کے دور اول میں شامل تھے۔ میاں اللہ دتہ صاحب کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے بڑھایا ہے دینی و دنیاوی نعمتوں سے نوازا ہے۔ آٹھ لڑکے عطا فرمائے تین لڑکیاں عطا فرمائیں۔ پھر پوتے۔ پوتیاں۔ نواسے۔ نواسیوں سے نوازا۔

آپ زمیندارہ کرتے تھے اپنے جانوروں بھینسوں بیلوں کا بہت خیال رکھتے اللہ تعالیٰ فضل میں بڑی برکت ڈالتا۔ کچھ عرصہ بعد زمیندارہ نہ کر سکتے تھے۔ قلعہ صوبا سنگھ میں دوکان صرافی کا بھی کام کیا۔ قلعہ صوبا سنگھ میں بھی جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ چوہدری عبداللہ راجپوت۔ چوہدری عبداللہ جٹ پٹواری۔ قلعہ صوبا سنگھ ,مالو کے چوہدری عبداللہ خان صاحب۔ داتہ زید کا ان سب بزرگوں سے بھی بہت اچھے مراسم تھے۔ پیار و محبت تھا۔ یہ بزرگ دوسرے لوگوں کے لئے ایک نمونہ تھے۔

آپ کی سبھی اولاد اللہ تعالیٰ کے خاص و فضل و کرم سے احمدی اور دیندار ثابت ہوئی۔ آپ کی اچھی تربیت اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے سب کو دینی و دنیاوی نعمتوں سے نوازا۔

بفضل خدا والد محترم نے کثیر اولاد پائی اور آگے پوتے پوتیاں۔ نواسے نواسیاں بھی پائے۔ آپ بھی موصی تھے ۴۔ اگست ۱۹۴۹ء کو بعمر ۷۱ سال کی عمر پا کر وفات پائی۔ آپ کا یادگار کتبہ قطعہ رفقاء خاص ربوہ میں لگا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵

سکول۔ ہندو سبھا ہائی سکول۔ بیجا ناتھ ہائی سکول۔ بالمکند کھتری ہائی سکول۔ گوکل چند ہائی سکول۔ گورنمنٹ دیو نگر ہائی سکول۔ شری رام آشرم ہائی سکول۔ آرٹس سکول۔ مختلف مذہبی جماعتوں اور مونسپل کمیٹی کی طرف سے لڑکے اور لڑکیوں کے لئے بہت سے ابتدائی اور ثانوی مدارس قائم تھے۔

خصوصیات: امرتسر نہایت خوبصورت بارونق اور آب و ہوا کے لحاظ سے ایک بہترین شہر تھا۔ چالیس پچاس سال میں اس نے بہت ترقی کی تھی۔ شہر میں آبادی کی گنجائش نہ رہی اور اس کے چاروں طرف بہت سی نو آبادیاں بن گئیں۔ مثلاً شریف پورہ۔ تحصیل پورہ۔ حسین پورہ شمس آباد۔ لاجپت رائے نگر۔ کوٹ خان محمد شاہ اسلام آباد ہری پور۔ دائم گنج۔ اور دیگر بہت سی آبادیاں تھیں۔ (ن ۔ ا)

بقیہ صفحہ ۱

کرنا۔؟ یعنی جہاں تربیت سے غفلت ہو وہ بھی گناہ ہے لیکن تربیت کو اپنے ہاتھ میں سمجھ لینا چاہئے ڈنڈے کے زور سے کی جائے یہ بھی ناجائز اور یہ بھی شرک کے مترادف ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو چاہئے کہ دعا کرے یعنی اگر تربیت کے بعد جو مناسب حقوق ہیں تربیت کے وہ ادا کرنے کے بعد پھر بھی کچھ کمی رہ جاتی ہے تو وہ خدا نہیں ہے پھر دعا کرے اور پھر دیکھے کہ دعا اثر دکھائے گی۔۔ پس حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے کبھی بھی اپنی تربیت پر بناء نہیں کی اس کثرت سے دعائیں کی ہیں بلکہ پیدائش سے بھی پہلے دعائیں شروع کر دیں کہ ان کے نتیجے میں جو کمیاں رہ گئی تھیں اللہ خود پوری کرتا رہا ہے۔ بہت سے ایسے ابتلاء کے دور آئے ہوں گے کئی قسم کے ایسے صدمے پہنچے ہوں گے جو دین پر بھی بد اثر ڈالتے ہیں مگر خدا نے بچایا ہے اس لئے کہ آپ کی اولاد آپ کی دعاؤں کے حصار میں رہی ہے۔ جیسے قلعہ کی فصیلیں ہوتی ہیں وہ اپنے اندر رہنے والوں کو بچاتی ہیں اس طرح دعائیں بھی بعض دفعہ قلعہ کی دیواریں بن جایا کرتی ہیں اور وہ بھی وہی دیواریں ہیں جو دکھائی نہیں دیتیں آنکھوں سے، لیکن ان کے اثرات ہم نے دیکھے ہیں۔ جو چیزیں آنکھ سے دکھائی نہیں دیتیں ان کے متعلق سمجھ لینا کہ وہ ہیں نہیں' یہ پرانے زمانے کی باتیں ہیں۔ آج کل تو واقعۃً "سائنس ایسی چیزیں دریافت کر چکی ہے کہ جو نہ دکھنے والی چیزیں ہیں ان میں بہت زیادہ طاقتور چیزیں بند کی جا سکتی ہیں۔ Magnatic Fields کے اندر ایسے Crucibles بنائے گئے ہیں یعنی جن میں بہت زیادہ گرمی پیدا کر کے بعض دھاتوں کو پگھلایا جاتا ہے کہ جن کو عام جو برتن ہیں مادہ چیزوں کے وہ ان کو سنبھال ہی نہیں سکتے۔ ان کی گرمی سے وہ پگھل جائیں اور ختم ہو جائیں لیکن وہ جو برتن ہیں وہ مقناطیسی طاقتوں کے برتن ہیں جو آنکھ سے دکھائی نہیں دیتے اور ان کے اندر وہ چیزیں مضبوطی سے قائم رہتی ہیں اور ان برتنوں کے اندر ان کو اتنا زیادہ گرم کیا جا سکتا ہے کہ مادی چیز کے متعلق آپ خواب میں بھی یہ تصور نہیں کر سکتے۔ تو دیکھنے میں وہ چیز دکھائی نہیں دے رہی لیکن بڑے مضبوط ستون ہیں ساری کائنات کا بوجھ ان ستونوں نے اٹھایا ہوا ہے اور ایسے برتنوں میں جو جدید ترین تجارب ہیں جو عام مادی چیزوں میں ممکن نہیں وہ ایسے برتنوں میں ہو رہے ہیں۔ تو اس لئے دعا کے متعلق کوئی بے وقوف یہ سمجھ لے کہ ہم فرضی باتیں کر رہیں دعا کی ایک دیوار بن گئی' دعا کا ایک قلعہ تعمیر ہو گیا وہ سوچنے والے بے وقوف اور قدیم انسان ہے ہم نہیں۔ ہم نے تو خدا کی ظاہری کائنات میں بھی ایسی حیرت انگیز چیزیں دیکھی ہیں کہ اس کی روحانی کائنات میں ان کا عدم' متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ وہی خدا ہے جس نے روحانی کائنات بنائی ہے۔ جب اس کی مادی کائنات میں ہم عجائبات دیکھتے ہیں تو یہ خیال کر لینا کہ اس کی روحانی کائنات عجائبات سے خالی ہے بہت بڑی بے وقوفی ہے۔

تو ایسے لوگوں کو اپنی اولاد کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں مگر اس وقت کرنی چاہئیں جب دعا کے وقت ہوتے ہیں جب پانی سر سے گذر جائے تو ایک قسم کی موت واقع ہو جاتی ہے اور اس وقت اعجازی طور پر اللہ چاہے تو جو چاہے دکھا دے مگر عام قانون یہی ہے کہ جو شخص جس طرح خدا سے تعلق رکھتا ہے اس کی اسی حد تک سنی جاتی ہے اور ہر شخص کے لئے اعجاز نہیں دکھائے جاتے۔ وقت کے اوپر آپ علاج شروع کریں تو وہ مرض جو بعد میں خطرناک ثابت ہو سکتا ہے وہ بھی قابو میں آ جائے گا اور وقت کے بعد علاج شروع کریں تو شاذ کے طور پر کبھی ہزار' دس ہزار' لاکھ میں سے ایک ایسا بھی ہوتا ہے جو پھر بھی قابو آ جاتا ہے۔ مگر یہ غیر معمولی خارق عادت بات ہے اور حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے یہ مضمون ہمیں خوب کھول کر سمجھا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ روزمرہ کی دعائیں جو تم کرتے ہو ان کی مقبولیت کا تمہارے روزمرہ کے اللہ سے تعلق پر انحصار ہے۔ تم عام تعلقات اللہ سے رکھتے ہو تو دعاؤں کا جو مضمون ہے وہ بھی عام طریق پر تمہارے حق میں جاری ہو گا دعاؤں کے فیض بھی تمہیں اسی حد تک ملیں گے جس حد تک تمہارا خدا تعالیٰ سے ایک روزمرہ کا تعلق ہے۔

(از خطبہ ۲۰ جنوری ۱۹۹۰ء)

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ
قیمت دو روپیہ

عطیہ خون
خدمت بھی
عبادت بھی
(ایڈیشنل ناظم خدمت خلق - ربوہ)

• فرج • فریزر
• کوکنگ رینج
• گیزرز
• واشنگ مشین
• ہیٹر کیلئے
احمد برادرز
شہناز پلازہ
چاندنی چوک
راولپنڈی
فون: 451030
424994

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 21۔ جون۔ 1995ء
بارش کے بعد موسم خوشگوار ہو گیا ہے
درجہ حرارت کم از کم 25 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 42 درجے سنٹی گریڈ

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری نے کراچی میں تشدد کے خاتمے 'امن و امان اور بھائی چارے کی بحالی کے لئے حکومت سے کہا ہے کہ وہ سیاسی جماعتوں سے مذاکرات کرے۔ انہوں نے کہا کہ تشدد کے خاتمے 'امن و امان کی بحالی اور بھائی چارے کی فضا قائم کرنے کے لئے وفاقی اور صوبائی سطح پر مسلسل اور با معنی مذاکرات ہونے چاہئیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ میری ذمہ داری ہے کہ اس مسئلہ کے حل کے لئے اتفاق رائے پیدا کروں۔

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ دہشت گردی میں الطاف گروپ ہی نہیں دوسرے گروہ بھی ملوث ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایم کیو ایم کو چاہئے کہ حکومت سے تعاون کرے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پہلے دہشت گردی کا ماحول ختم ہونا چاہئے۔

○ پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ اور قائد حزب اختلاف میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ کراچی کے حالات کی ذمہ دار بے نظیر حکومت ہے۔ حکومت ملک کو تباہی کے دہانے پر لے جا رہی ہے اگر موجودہ حکومت ملک کی خیر خواہ ہوتی تو کراچی کے حالات درست کرنے کے لئے ایم کیو ایم سے بات کرتی انہوں نے کہا ایم کیو ایم کو سیاسی قوت ماننے کے بغیر کام نہیں چلے گا۔ کراچی کا مسئلہ سیاسی طریقے سے حل کرنا پڑے گا۔

○ سپریم کورٹ نے بلدیاتی اداروں کی بحالی کے خلاف حکم امتناعی جاری کر دیا ہے عدالت عظمیٰ نے ہدایت کی ہے کہ سابق عہدیداران اداروں کا چارج نہیں لیں گے اور صورتحال جوں کی توں رکھی جائے گی۔

○ سوات کے تمام علاقوں میں امن و امان بحال کر دیا گیا ہے۔ تمام بازار اور تجارتی ادارے کھلے رہے۔ نفاذ شریعت کے ارکان نے تھانوں کا محاصرہ ختم کر دیا ہے نفاذ شریعت کے ارکان کے خلاف بغاوت کے مقدمات درج کرا دیئے گئے ہیں اور ان کی گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے۔

○ مالاکنڈ میں نفاذ شریعت کے سلسلے میں ہونے والے خونریزی کے واقعات پر احتجاج کرتے ہوئے قومی اسمبلی سے مسلم لیگ 'اسلامک فرنٹ' اور پختون خواہ ملی عوامی پارٹی نے واک آوٹ کیا۔ تاہم جمعیت علمائے اسلام (ف) کے ارکان ایوان میں موجود رہے۔

○ وفاقی وزیر داخلہ میجر جنرل (ر) نصیر اللہ بابر نے کہا ہے کہ ہم شریعت کے نام پر امن و امان خراب کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم علماء کا احترام کرتے ہیں۔ شریعت کے ماننے والے ہیں۔ لیکن خیر کے نام پر شر پھیلانے والوں سے سختی کے ساتھ نبٹیں گے۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خاں لغاری نے کہا ہے کہ وزیر اعظم کا اقتصادی پیکیج کامیاب بنانے کے لئے تاجر اپنا کردار ادا کریں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت امن کی بحالی کے لئے سخت ترین اقدامات کر رہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ وزیر اعظم کراچی کے حالات بہتر بنانے کے لئے بہت سنجیدہ ہیں۔

○ وزیر داخلہ میجر جنرل (ر) نصیر اللہ بابر نے کہا ہے کہ مہران بینک سکینڈل میں اسلم بیگ ملوث ہوئے تو کارروائی کی جائے گی۔ انہوں نے بتایا کہ مہران بینک سکینڈل کی تحقیقات کے لئے قائم کمیشن نے اپنی سفارشات مرتب کر لی ہیں جو جلد منظر عام پر آ جائیں گی۔ جو کوئی بھی اس سکینڈل میں ملوث ہوا اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

○ سپیکر قومی اسمبلی سید یوسف رضا گیلانی نے وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر کو ہدایت کی ہے کہ وہ ان جیلوں میں سپیکر قومی اسمبلی کے دوروں کا پروگرام مرتب کریں جہاں ارکان قومی اسمبلی کو رکھا گیا ہے۔

○ قومی اسمبلی میں مسلم لیگ کے رکن اسمبلی اعجاز الحق نے اپنی تقریر میں کہا بجٹ میں اعداد و شمار کا گھپلا کر کے قوم کو دھوکہ دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آئی۔ ایم۔ ایف اور ورلڈ بینک کے لوگ یہاں بیٹھ کر غیر منتخب لوگوں سے بجٹ بنواتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اصل بجٹ تو اب پیش ہو گا جب ہر چیز مہنگی ہو گی۔

○ پنجاب کے نئے گورنر لیفٹیننٹ جنرل (ر) راجہ سروپ خاں نے اپنے عہدہ کا حلف اٹھا لیا۔ گورنر نے قائم مقام چیف جسٹس سے حلف لیا

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ راجہ سروپ کی تقرری پر سب سے پرجوش خیر مقدم ونو نے کیا ہے۔ اور اس خیر مقدم کی وجہ یہ ہے کہ بااثر سیاسی شخصیت کی تقرری پی۔ ڈی ایف کو خطرات سے دوچار کر سکتی تھی۔

○ ملتان کے انتہائی گنجان آباد علاقے بوہڑ گیٹ میں مسلم کمرشل بینک میں ڈکیتی کی ایک واردات میں ڈاکو ۷ ۴ لاکھ روپے نقد اور ۲۳ لاکھ کے ٹریولر چیک لے کر فرار ہو گئے

○ دوسرے روز بھی طوفان باد و باراں کا سلسلہ جاری رہا۔ جس سے ایک ماہ سے جاری شدید گرمی کا زور ٹوٹ گیا ہے۔ اور صوبہ بھر میں دور دراز تک آندھی اور بارش کی اطلاعات ملی ہیں جس کے باعث درجہ حرارت میں نمایاں کمی واقع ہوتی ہے

○ ایمنسٹی انٹرنیشنل لندن کے ایک وفد نے گزشتہ سال پاکستان کا دورہ کیا تھا اور اس سلسلے میں حال ہی میں تفصیلی رپورٹ جاری کی گئی ہے۔ جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ حکومت پاکستان جیلوں میں قیدیوں پر تشدد ختم کرائے۔ جیلوں میں قیدیوں کو ڈنڈا بیڑی۔ آڑا بیڑی اور قید تنہائی میں رکھا جاتا ہے۔

○ بھارت نے کنٹرول لائن پر مسلح افواج کو تیار رہنے کا حکم دے دیا ہے۔ پونچھ کی سرحد پر کرفیو نافذ کیا گیا ہے۔ بھارت نے پاکستانی فوجوں پر غیر معمولی مشقیں اور کنٹرول لائن پر گولہ باری اور راکٹ پھینکنے کا الزام لگایا ہے۔

○ بنگلہ دیش میں سیلاب سے مرنے والوں کی تعداد ۱۴ ہو گئی ہے۔

○ امریکی کانگرس نے بوسنیا پر سے ہتھیاروں کی پابندی اٹھانے کا مطالبہ کر دیا ہے۔ بوسنیا سے امن فوج واپس نہیں بلائی جائے گی۔

○ چیچنین کمانڈر اور روس دونوں نے ایک دوسرے کی تجاویز مسترد کر دی ہیں۔ اس سے قبل یہ فیصلہ ہوا تھا کہ چیچنین کمانڈر یرغمالیوں کو رہا کر دیں گے جس کے عوض کمانڈر اور ان کے ساتھیوں کو بحفاظت چیچنیا پہنچا دیا جائے گا۔

○ مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین نے مزید ۱۲ بھارتی فوجی ٹھکانے لگا دیئے ہیں۔ جھڑپوں میں ۳ مجاہدین شہید ہو گئے ہیں۔

○ نیپال میں طوفانی بارشوں اور تودے گرنے سے ۶۱۔ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔

○ اسرائیلی جیلوں میں ۵ ہزار فلسطینی قیدیوں نے آزادی حاصل کرنے کے لئے اجتماعی بھوک ہڑتال شروع کر دی ہے۔

○ سنگاپور سے شائع ہونے والے ایک جریدے "آئل جرنل" نے انکشاف کیا ہے کہ جاپان تیل برآمد کرنے والا ایشیاء میں سب سے بڑا ملک بن گیا ہے۔

○ امریکی کانگرس کے ارکان نے ایف سولہ طیاروں کی رقم سود کے ساتھ پاکستان کو واپس کرنے کا مطالبہ کر دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ پاکستان کو طیارے یا رقم واپس نہ کرنا بہت بڑی زیادتی ہے اس زیادتی کا کسی کے پاس کوئی جواب نہیں اس کا ازالہ ہونا چاہئے۔

○ بھارتی حکومت نے مقبوضہ جموں و کشمیر کو داخلی خود مختاری دینے اور اکتوبر میں انتخابات کے انعقاد کا فیصلہ کر لیا ہے۔

○ برونڈی کے صدر نے ملک میں بحالی امن کے لئے کرفیو اور سخت اقدامات کا اعلان کیا ہے۔ عوام خصوصی پاس کے بغیر ملک میں سفر نہیں کر سکیں گے۔ سیاستدانوں کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن بیانات پر پابندی لگا دی گئی ہے۔

مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام ۲۵ روپے۔ ۴۰ گرام ۵۰ روپے۔ ۲۰۰ گرام ۲۵۰ روپے
اکسیر اولاد نرینہ
۱۵۰ روپے
سٹاکسٹ حضرات کے لئے معقول کمیشن!
ناصر دواخانہ۔ گول بازار، ربوہ
فون نمبر: 04524-21243 فیکس: 534

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات کا مرکز
بہتر تشخیص ✽ مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار فیصل آباد
فون: 34134

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ہمارا شعار
خدمت ○ دیانت
مکانات۔ پلاٹ۔ دوکانات و دیگر سکنی اور زرعی اراضی کی خرید و فروخت کیلئے آپ کا بہترین انتخاب
چوہدری اسٹیٹ ایجنسی
کمیٹی مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 212379

پتہ

دانت اچھے صحت اچھی
دانت درد کا فوری علاج
دانت مت نکلوایئے
دانت نکالنا کوئی علاج نہیں
35 سالہ تجربہ کار
دانت بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں۔ دانتوں کے کراؤن بنوانے کیلئے تشریف لاویں
شریف ڈینٹل کلینک ربوہ فون 419
دانتوں اور مسوڑھوں کی جملہ امراض مثلاً پائیوریا یا مسخورہ خون کا آنا پانی کا گرم اور سرد لگنے کا تسلی بخش علاج ✽ فل سیٹ کے ماہر
ٹیڑھے اور بدصورت دانت سیدھے اور خوبصورت کیئے جاتے ہیں